127833-رخصتی سے قبل ہی بیوی سے دخول کرلیا اور اب سسرال والے فسخ نکاح چاہتے ہیں

سوال

ایک نوجوان کی ایک لڑکی سے منگنی ہوئی اور پھر عقد نکاح بھی ہوگیا، اور لڑکے نے سسرال والوں کے علم کے بغیر لڑکی سے دخول بھی کر لیا، اور لڑکی اور لڑکے میں اختلافات ہوئے جس کے نتیجہ میں ان کے تعلقات قائم رکھنا محال ہو گئے اب مشکل یہ ہے کہ لڑکی کنواری نہیں رہی، اور نوجوان کی والدہ نے لڑکی کی والدہ کو بھی اس کے متعلق بتا دیا ہے، لیکن لڑکی والے اس خبر کے باوجود بھی فسخ نکاح پر اصرار کر رہے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ وہ فسخ نکاح کے لیے ہر قسم کے حقوق سے دستبردار ہونے پر تیار ہیں.

لیکن لڑکے والے خوفزدہ ہیں کہ کہیں وہ لڑکی پر ظلم نہ کر بیٹھیں، اور وہ لڑکی کی شہرت خراب ہونے سے بچانے کی حرص رکھتے ہیں، اور وہ بہت زیادہ اختلافات کے باوجود اس شادی کو برداشت کرنے پر تیار ہیں، حالانکہ ان اختلافات کے ہوتے ہوئے تعلقا م قائم رکھنا مشکل ہیں.

کیا لڑکے کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ سسرال والوں سے اپنی بیوی کو سپرد کرنے کا مطالبہ کرے کیونکہ اس سے دخول ہو چکا ہے چاہے رخصتی کا اعلان نہیں ہوا ؟

اور کیا اگر لڑکی والوں نے فسخ نکاح پر اصرار کیا تو وہ گنہگار ہونگے اور اس مسئلہ کو حل کرنے سے انکار کر رہے ہیں اور فسخ نکاح کے نتیجہ میں کیا مرتب ہوگا، اور آپ اس سلسلہ میں کیا نصیحت کرتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

اول :

جب آدمی کا عورت سے عقد نکاح ہو جائے تو وہ اس کی بیوی بن جاتی ہے، اور اس کے لیے اس عورت سے جماع کے علاوہ باقی سب کچھ کرنا جائز ہے، کیونکہ جماع کرنے کے نتیجہ میں بہت ساری خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں، ہو سکتا ہے وہ اس جماع سے حاملہ بھی ہو جائے، اور مقرر کردہ رخصتی کے وقت سے قبل ولادت ہو جائے، تو اس طرح عورت پر تہمت لگے، یا پھر خاوند کی جانب سے اسے طلاق ہو جائے، یا خاوند فوت ہو جائے، تو خیال کیا جائے کہ عورت کنواری ہے حالانکہ وہ کنواری نہیں ہے.

اس لیے خاوند کو چاہیے کہ وہ رخصتی کے اعلان تک صبر کرے، اور عورت کو بھی چاہیے کہ اگر خاوند جماع کرنا چاہے تو وہ اسے اس سے منع کرے.

مزید آپ سوال نمبر (111165) اور (70531) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

دوم :

خاوند کو چاہیے کہ اس عرصہ میں جو اختلافات ہوئے وہ ان کی طبعیت کو دیکھے، اور مستقبل میں ان اختلافات کو ختم کرنے اور ان پر غلبہ کرنے کے امکان کا جائزہ لے، اگر تو واضح ہو کہ ان اختلافات کا علاج کرنا ممکن ہے، تو وہ اپنی اس شادی کو برقرار رکھے، اور سسرال والوں سے بیوی کو سپرد کرنے کا مطالبہ کرے.

اوراگر یہ واضح ہوکہ یہ ایسے امور ہیں جن کے متعلق ظن غالب ہوکہ ان کے ہوتے ہوئے ازدواجی زندگی کو قائم رکھنا مشکل ہے توپھر خاوند کے لیے بیوی کو طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں، اوروہ اسے پورے حقوق ادا کرے، جوکہ پورا مہر (مقدم اور مؤخر دونوں) ہے، اوراگر بیوی اپنی رضامندی کے ساتھ اس میں کچھ سے دستبردار ہو جاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں.

سوم :

جب خاوند نکاح کو باقی رکھنے کی رغبت رکھتا ہو لڑکی والے طلاق پر مصر ہوں، تو اس سلسلہ میں بیوی کی رائے مرجع شمار ہوگی، کیونکہ وہی اس معاملہ والی ہے اور اس نے ہی خاوند کے ساتھ رہنا ہے، اگر تو وہ طلاق نہیں چاہتی تو خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے اور اسے طلاق مت دے، اوراگر وہ ان مشاکل کی بنا پر طلاق چاہتی ہو، اور دیکھے کہ اس خاوند کے ساتھ رہنا مشکل ہے توپھر خاوند کو چاہیے کہ وہ اسے طلاق دے دے.

اللہ تعالی سب کو اپنی رضا و خوشنودی کے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم.